عیدالفطر

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

فقیر نے یہ تحریر مولانا ابوالکلام آزادؒ کے عیدالفطر کے حوالے سے لکھے جانے والے ایک منفرد مضمون میں سے منتخب کی ہے۔اس میں عمومی تحریروں کی طرح عید کے فضائل ومسائل نہیں بیان کیے گئے۔مختصراً کہا جائے تو یہ تحریر امت مرحومہ کو اس کا بھولا سبق یاددلاتی ہے اور اس کا حرف حرف دعوت فکر کہن دیتا ہے۔اس کا عنوان گو سادہ سا ہے لیکن مولانا آزادؒ کے فکر اور خاص داعیانہ انداز نے اس کو وہ رنگ دیا ہے کہ جیسے جیسے پڑھتے جاؤ دل ودماغ کی دنیا میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے۔غرض اس تحریر سے عید کا حقیقی معنیٰ ومفہوم سمجھ میں آتا ہے۔اور بندۂ حقیر نے تو مولاناؒ کی اس تحریر سے ہی اس جشنِ ملّی کی حقیقت کو سمجھا ہے اور اسی حقیقت کو آپ تک پہنچانے کے لیے اس کا انتخاب کیا ہے۔دعا ہے کہ رب کریم قارئین کو اس کے مطالب مطلوب تک لے جائے۔مولاناؒ کی قبر منور فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین یارب العالمین۔(عطاء اللہ ثالث)

دنیا کی ہر قوم کے لیے سال بھر میں دو چار دن ایسے ضرور آتے ہیں جن کو وہ اپنے کسی قومی جشن کی یادگار سمجھ کر عزیز رکھتی ہے،اور قوم کے ہر فرد کے لیے ان کا ورود عیش ونشاط کا دروازہ کھول دیتا ہے۔مسلمانوں کا جشن اور ماتم،خوشی اور غم،مرنا اور جینا،جو کچھ تھا خدا کے لیے تھا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.لا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ.(سورۃ الانعام:۱۶۲۔۱۶۳)

کہہ دے کہ میری نماز،میری تمام عبادت،میرا مرنا،میرا جینا جو کچھ ہے اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے،اور جس کا کوئی شریک نہیں،مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا مسلمان ہوں۔

اوروں کا جشن ونشاط لذائذ دنیوی کے حصول اور خواہشوں کی کام جوئیوں میں تھا،مگر ان کے ارادے مشیت الٰہی کے ماتحت،اور خواہشیں رضائے الٰہی کی محکوم تھیں،ان کے لیے سب سے بڑا ماتم یہ تھا کہ دل اس کی یاد سے غافل اور زبان اس کے ذکر سے محروم ہو جائے اور سب سے بڑا جشن یہ تھا کہ سر اس کی اطاعت میں جھکے ہوں اور زبان اس کی حمد وتقدیس سے لذت یاب ہو

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِھَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَ ھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْن. تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا.(سورۃ السجدہ:۱۵۔۱۶)

ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لائے ہیں کہ جب ان کو وہ یاد دلائی جاتی ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے

پروردگار کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے ہیں، اور وہ کسی طرح کا تکبر و بڑائی نہیں کرتے۔ رات کو جب سوتے ہیں تو ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور امید وبیم کے عالم میں کروٹیں لے کر اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

ان کو پیش گاہ الٰہی سے طاعت وشکر گذاری کے جشن کے لیے دو دن ملے تھے۔ پہلا دن عید الفطر کا تھا۔ یہ اس ماہ مقدس کے اختتام اور افضال الٰہی کے دور جدید کے اولین یوم کا جشن تھا جس میں سب سے پہلے خدا تعالےٰ نے اپنے کلام سے ان کو مخاطب فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ. (سورۃ البقرہ:۱۸۵)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن مجید اول اول نازل کیا گیا۔

اسی مہینے کے آخری عشرے میں سب سے پہلے انہیں وہ نور صداقت اور کتاب مبین دی گئی، جس نے انسانی معتقدات واعمال کی تمام ظلمتوں کو دور کیا، اور ایک روشن اور سیدھی راہ دنیا کے آگے کھول دی۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ. یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ. (سورۃ المائدہ:۱۵۔۱۶)

بے شک خدا کی طرف سے تمہارے پاس (قرآن) ایک روشنی اور کھلی کھلی ہدایت بخشنے والی کتاب بھیجی گئی اللہ اس کے ذریعے اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی کی راہوں پر ہدایت کرتا ہے۔

انسانی ضمیر کی روشنی، جب کہ ظلمت اور ضلالت سے چھپ گئی تھی، فطرت کے حسن اصلی پر جب انسان نے بداعمالیوں کے پردے ڈال دیے تھے، قوانین الٰہی کا احترام دنیا سے اٹھ گیا تھا، اور طغیان وسرکشی کے سیلاب میں خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ. (سورۃ الروم:۴۱)

خشکی اور تری، دونوں میں انسانوں کے اعمال بد کی وجہ سے فساد پھیل گیا۔

اس وقت یہ پیغام صداقت دنیا کے لیے نجات اور ہدایت کی ایک بشارت بن کر آیا، اس نے جہل و باطل پرستی کی غلامی سے دنیا کو دائمی نجات دلائی۔ افضال ونعائم الٰہیہ کے فتح باب کا مژدہ سنایا، نئی عمارت گو خود نہیں بنائی مگر پرانی عمارتوں کو ہمیشہ کے لیے مضبوط کر دیا، نئی تعلیم گو نہیں لایا، لیکن پرانی تعلیموں میں بقائے دوام کی روح پھونک دی، مختصر یہ ہے کہ فطرت اور نوامیس فطرت کی گم شدہ حکومت پھر قائم ہو گئی۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ. (سورۃ الروم:۳۰)

یہ خدا کی بنائی ہوئی سرشت ہے جس پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ خدا کی بنائی ہوئی بناوٹ میں ردوبدل نہیں ہوسکتا۔ یہ (راہ فطرت) دین کا سیدھا راستہ ہے، مگر اکثر آدمی ہیں جو نہیں سمجھتے۔

یہی مہینہ تھا، جس میں دنیا کے روحانی نظام پر ایک عظیم الشان انقلاب طاری ہوا، اسی مہینے میں وہ عجیب وغریب

رات آئی تھی، جس نے اس انقلاب عظیم کا ہمیشہ کے لیے ایک اندازہ صحیح کرکے فیصلہ کردیا تھا، اوراس لیے وہ لیلۃ القدر تھی۔ اس کی نسبت فرمایا کہ وہ گذشتہ رسولوں کے ہزار مہینوں سے افضل ہے، کیونکہ ان مہینوں کے اندر دنیا کو جو کچھ دیا گیا تھا۔ وہ سب کچھ مع خدا کی نئی نعمتوں اور عطا کردہ فضیلتوں کے اس رات کے اندر بخش دیا گیا

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ .وَمَآ اَدۡرٰکَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ .لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ . (سورۃ القدر:۱،۲،۳)

قرآن کریم نازل کیا گیا لیلۃ القدر میں اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ وہ ایک ایسی رات ہے جو دنیا کے ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی ہے۔

یہی رات تھی، جس میں ارض الٰہی کی روحانی اور جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لے کر دوسری قوم کو دیا گیا۔ اور یہ اس قانون الٰہی کے ماتحت ہوا جس کی خبر داؤد علیہ السلام کو دی گئی تھی

وَ لَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ. (سورۃ الانبیاء:۱۰۵)

اور ہم نے زبور میں پند ونصیحت کے بعد لکھ دیا تھا کہ بے شک زمین کی خلافت کے ہمارے صالح بندے وارث ہوں گے۔

اس قانون کے مطابق دو ہزار برس تک بنی اسرائیل زمین وراثت پر قابض رہے، اور خدا نے ان کی حکومتوں، ان کے ملکوں، اور ان کے خاندان کو تمام عالم پر فضیلت دی

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَ اَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ. (سورۃ البقرہ:۴۷)

اے بنی اسرائیل! ان نعمتوں کو یاد کرو، جو ہم نے تم پر انعام کیں، اور (نیز) ہم نے تم کو (اپنی خلافت دے کر) تمام عالم پر فضیلت بخشی۔

یہی مہینہ اور یہی لیلۃ القدر تھی، جس میں اس الٰہی قانون کے مطابق نیابت الٰہی کا ورثہ بنی اسرائیل سے لے کر بنی اسماعیل کو سپرد کیا گیا۔ وہ پیمان محبت جو خداوند نے بیابان میں اسحاقؑ سے باندھا تھا، وہ پیغام بشارت جو یعقوبؑ کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے ہوئے سنایا گیا تھا، وہ الٰہی رشتہ جو کوہ سینا کے دامن میں خدائے ابراہیمؑ واسحاقؑ نے بزرگ موسیٰؑ کی امت سے جوڑا تھا۔ اور سرزمین فراعنہ کی غلامی سے ان کو نجات دلائی تھی۔ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خود ان کی طرف سے توڑ دیا گیا۔ داؤدؑ کے بنائے ہوئے ہیکل کا دور عظمت ختم ہو چکا تھا۔ اور وہ وقت آ گیا تھا کہ اب اسماعیلؑ کی چنی ہوئی دیواروں پر خدا کا تخت جلال وکبریائی بچھایا جائے۔ یہ نصب وعزل، عزت وذلت، قرب وبعد، اور ہجر ووصال کی رات تھی، جس میں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا، ایک کو دائمی ہجر کی سرگشتگی، اور دوسرے کو ہمیشہ کے لیے وصل کی کامرانی عطا کی گئی، ایک کا بھرا ہوا دامن خالی ہو گیا، مگر دوسرے کی آستین افلاس بھر دی گئی، ایک پر قہر وغضب کا عتاب نازل ہوا،

وَ ضُرِبَتۡ عَلَیۡهِمُ الذِّلَّةُ وَ الۡمَسۡکَنَةُ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ. (سورۃ البقرہ:۶۱)

بنی اسرائیل کو (ان کی نافرمانیوں کی سزا میں) ذلت اور محتاجی میں مبتلا کر دیا گیا۔ اور اللہ کے بھیجے ہوئے غضب میں آ گئے۔

لیکن دوسرے کو اس محبت کے خطاب سے سرفراز کیا

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ. (سورۃ النور: ۵۵)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل میں بھی اچھے کیے خدا کا ان سے وعدہ ہے کہ ان کو زمین کی خلافت بخشے گا جس طرح ان سے پیشتر قوموں کو اس نے بخشی تھی۔

یہ اس لیے ہوا کہ زمین کی وراثت کے لیے ''عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ'' کی شرط لگا دی تھی۔ بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی، اس کی نشانیوں کو جھٹلایا، اس کے احکام سے سرتابی کی، اس کی بخشی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی بتائی ہوئی چیزوں سے بدل دینا چاہا

اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ. (البقرہ: ۶۱)

خدا کی دی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کے بدلے تم ایسی چیزوں کے طالب ہو جو ان کے مقابلے میں نہایت ادنیٰ ہیں۔

خدائے قدوس کی زمین کثافت اور گندگی کے لیے نہیں ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جماعتوں کو چن لیتا ہے۔ تاکہ اس کی طہارت کے لیے ذمہ دار ہوں لیکن جب خود ان کا وجود زمین کی طہارت ونظافت کے لیے گندگی ہو جاتا ہے تو غیرت الٰہی اس بار آلودگی سے اپنی زمین کو ہلکا کر دیتی ہے۔ بنی اسرائیل نے اپنے عصیان وتمرد سے ارض الٰہی کی طہارت کو جب داغ لگا دیا، تو اس کی رحمت غیور نے کوہ سینا کے دامن کی جگہ بوقبیس کی وادی کو اپنا گھر بنایا اور شام کے مرغزاروں سے روٹھ کر حجاز کے ریگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا، تاکہ آزمایا جائے کہ یہ نئی قوم اپنے اعمال سے کہاں تک اس کی منصب کی اہلیت ثابت کرتی ہے؟

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ. (سورۃ یونس: ۱۴)

اور بنی اسرائیل کے بعد ہم نے تم کو زمین کی وراثت دی تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں؟

پس یہ مہینہ بنی اسرائیل کی عظمت کا اختتام، اور مسلمانوں کے اقبال کا آغاز تھا، اور اس نئے دور اقبال کا پہلا مہینہ شوال سے شروع ہوتا تھا، اس لیے اس کے یوم ورود کو عید الفطر کا جشن ملی قرار دیا گیا، تاکہ افضال الٰہی کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول کی یاد ہمیشہ قائم رکھی جائے اور اس احسان واعزاز کے شکریے میں تمام ملت مرحومہ اس کے سامنے سربسجود ہو۔